Vol.6 No.3 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ڈاکٹر ثریا حسین کے سفر نامے "پیرس و پارس" میں تہذیبی و تمدنی اقدار

Dr.Liaqat

Government Postgraduate College Mandian

Abbottabad

malik.liaqat80@gmail.com

Saima Sajjad

PhD Urdu Scholar , Deptt; of Urdu ,Northern Unoversity Nowshera

Saddique

PhD Urdu Scholar , Qurtuba University Peshawar

ABSTRACT:

Dr.Surria Hussain was born in Uitter Pardaish District Nahod, India. She got early education from her village and later on her father migrated from Nahod to Ali Garh. He was settled Phol Ban. She got M.A Urdu and Persian from Muslim University Ali Garh. Then she started teaching and was appointed as a Lecturer at Ali Garh University. She got Promotion and became the president of the Department. She got Ph.D. From the Sorbon University of France. Her Research was based on Garsi Datase. Who was expert in Eastern Languages. Dr Surria Hussain was efficient Writer, Researcher, Historian, Translator and critic of sublime stage in Urdu literature.

KEY WORDS : Dr.Surria Hussain , Uitter Pardaish , District Nahod , India , Phol Ban , Muslim University Ali Garh , Sorbon University of France , Writer, Researcher , Historian , Translator..

اُردو ادب میں لکھے گئے سفر نامے صرف سیاحت نگاروں ہی کے نہیں ہیں۔ بل کہ ان میں سے بعض ایسے افراد بھی ہیں جنھوں نے ملازمت، تجارت اور سرکاری امور کی انجام دہی یا حصول تعلیم کے لیے سفر کیے ہیں۔ ڈاکٹر ثریا حسین نے بھی فرانس کا سفر اپنے ذوق سیاحت کی بنا پر نہیں بل کہ درس و تدریس سے وابستہ ہونے کی بنا پر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے کیا تھا۔

سفر نامہ پیرس و پارس نہ صرف سفر فرانس کی روداد ہے۔ بلکہ مختلف ممالک کی سفری روداد کا مجموعہ بھی ہے۔ جن میں فرانس، انگلستان، اٹلی، جرمنی، سویڈن، ناروے اور ایران سے متعلق سفری حالات واقعات کا بیان بھی ہے۔ مگر تعلیمی تحقیق کے سلسلے میں اُن کا زیادہ وقت فرانس ہی میں گزرا۔ یہی وجہ ہے کہ سفر نامہ میں باقی ملکوں کی سیر و سیاحت سے کہیں زیادہ فرانس کی سیاحت سے متعلق معلومات ہیں۔ پہلی بار جب ثریا حسین نے ۱۹۵۷ء میں سرزمین پیرس کو ایک طالب علم کی حیثیت سے دیکھا تھا ۔ جب وہ پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے فرانس کی یونی ورسٹی سوبون گئیں۔ اُن کے تحقیقی مقالے کا موضوع گارساں دتاسی کی اُردو زبان و ادب کی خدمات کا جائزہ لینا تھا اس اہم کام کے سلسلے میں انھوں نے تین سال کا طویل وقت گزارا۔ اگرچہ ان تین سالوں میں ان کی توجہ زیادہ تر اپنی تحقیق کی طرف مائل رہی مگر پھر بھی فرانس کے کئی اہم مقامات کی سیر و سیاحت سے لطف اندوز بھی ہوئیں۔ یہ سفر نامہ فنی لحاظ سے ڈائری کی تکنیک میں لکھا گیا ہے۔ چوں کہ اس کا زیادہ تر انحصار یادداشتوں پر استوار ہے۔ مصنفہ نے یہ سفر ۱۹۵۷ء میں کیا تھا، مگر ایک طویل عرصے کے بعد پہلی مرتبہ ۱۹۸۸ء میں کمبائنڈ پبلیشرز لاہور سے شائع ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ دوران قیام و سیاحت بہت سارے حقائق و مناظر جو اُس وقت نظروں میں سمائے تھے۔ ایک طویل عرصہ گزرنے پر ذہن سے محو ہو گئے، مگر اس کے باوجود جس فنی مہارت کے ساتھ حقائق کو صفحہ قرطاس پر لایا ہے یہ اُن کی فنی پختگی کا ثبوت ہے۔ پیرس و پارس جو کہ فرانس اور ایران کے بارے میں ہے اسے دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ پیرس سے متعلق ہے جب کہ دوسرا حصہ ایران کی سیر و سیاحت پر مشتمل ہے۔ اگرچہ اس میں چند دوسرے ممالک کی سیاحت کا بیان بھی ہے مگر مجموعی طور پر زیادہ تر پیرس اور ایران کے اسفار کی روداد ہے۔

Vol.6 No.3 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ڈاکٹر ثریا حسین کا یہ سفر نامہ فکری لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ جو حسن و جمال سفر نامہ کے موضوع میں دکھائی دیتا ہے وہی رنگ سفری کہانی کے بیان میں بھی جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ پیرس و پارس در حقیقت دو تہذیبوں یعنی مشرق و مغرب کا اتصال ہے۔ یعنی قدیم و جدید کا حسین امتزاج بھی ہے۔ گویا اس سفر نامہ کے ذریعے سیاحت نگار نے ادب کے قاری کو دو مختلف اور متضاد تہذیب و تمدن سے روشناس کروانے کی عمدہ کاوش کی ہے۔ ڈاکٹر انور سدید اس حوالے سے ان کے سفر نامہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "ثریا حسین کا سفر نامہ "موازنہ قدیم و جدید" کی ایک عمدہ مثال ہے اور قدیم
> چوں کہ صرف ۲۵ سال پرانا ہے۔ اس لیے احساس ہوتا ہے کہ دنیا کتنی تیزی
> سے تبدیل ہو رہی ہے۔۔۔ یہ سفر نامہ متحرک پینٹنگ ہے۔"(۱)

ایک طویل مدت بعد مصنفہ مدت بعد جب ایران گئیں، تو وہیں پر سے ماضی کی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے دوبارہ فرانس بھی گئیں۔ مگر اس دورانیہ میں یعنی ۱۹۵۷ء اور ۱۹۸۲ء کے درمیان طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ وہ سب کیفیات اور مناظر بدل چکے تھے۔ جو انھوں نے پہلی بار فرانس میں قیام کے دوران دیکھے تھے۔ دراصل اُس وقت مصنفہ نے طالب علم کی نظر سے فرانس کے قرب و جوار کی سیر کی تھی۔ اس بار ایک دانا کی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ گویا نظر کے زاویے تبدیل ہو چکے تھے۔ مزمل بھٹی پیرس و پارس پر اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

> "اس سفر نامے میں فرانس، پیرس، اٹلی، جرمنی، انگلستان اور ایران کے
> سفر کی داستان ہے۔ ۱۹۵۷ء میں مصنفہ پیرس میں تھیں۔ وہیں پر ان کا قیام
> زیادہ عرصے تک رہا۔ اس لیے سفر نامہ میں زیادہ تر معلومات بھی پیرس
> سے متعلق ہیں۔ ثریا حسین نے یورپ کے بے راہ رو معاشرے پر کڑی
> تنقید کی ہے۔(۲)

اگرچہ مصنفہ نے یہ سفر سیاحت کی غرض و غایت سے نہیں بل کہ محض تعلیم کے حصول کے لیے کیا تھا۔ مگر جس طرح اپنی تحقیقی مصروفیات کے ساتھ اپنے قارئین کو وہاں کی جو معلومات فراہم کیں ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنی دور اندیش ہیں۔ انھوں نے جہاں دریا، محلات، فن آرٹ، علمی، ادبی، تہذیبی و ثقافتی، جغرافیائی اور تاریخی معلومات تمام تر جزئیات کے ساتھ باہم پہنچائی ہیں۔ اس کے علاوہ اہل فرانس کی مذہبی حیثیت سے بھی آگاہی دی ہے۔ اگرچہ فرانس میں کئی مذاہب سے وابستہ لوگ آباد ہیں۔ مگر وہاں سب سے زیادہ اکثریت عیسائی مذہب کے پیروکاروں کی ہے۔ جس کا ثبوت وہاں کے بلند و بالا چرچ کی منفرد طرز کی تعمیرات سے ملتا ہے۔ پیرس کو تو خصوصی طور پر پوری دنیا کا ایک اہم مسیحی مرکز بھی قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا سے مسیحی مذہب کے پیروکار یہاں آکر اپنی خانقاہوں کی زیارت کرتے ہیں۔ مصنفہ سفر نامے کی ابتدا میں فرانسیسی قوم کی مذہبی عبادت گاہوں سے متعلق حقائق کی وضاحت میں لکھتی ہیں۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

> "فرانس ایک رومن کیتھولک ملک ہے۔ اس کے چرچ مذہبی مجسموں
> سے آراستہ ہیں۔ رنگ برنگے شیشوں سے بنی دینی تصاویر دریچوں کا
> حسن دوبالا کرتی ہیں۔ چھت اور دیواریں بھی بائبل کے مناظر سے
> سجائی گئی ہیں۔۔ دریائے سین کے جزیرہ پر نوتردام کا کلیسا اور پولیس
> کا ہیڈ کوارٹر موجود ہے۔ پیرس جلد اہم مسیحی مرکز بن گیا۔ اور جہاں بہت

Vol.6 No.3 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سی خانقاہیں قائم ہیں۔(۳)

پیرس کو فرانس میں پایۂ تخت کی تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ سفر نامہ میں جہاں اُس کے ظاہری حسن و جمال، طلسم خیز، پُر فضا مناظر جزیروں کا حال بیان کیا تو ساتھ ہی مصنفہ نے وہاں کے تاریخی حقائق بھی اپنے قارئین تک باہم پہنچائے ہیں۔ یہ شہر بادشاہوں کی راج دھانی بھی رہا ہے۔ نویں صدی میں جب نارویجین حملہ آور ہوئے اور اپنے لاؤلشکر کے ساتھ جزیرہ سین پر اُترے، مگر اسے فتح نہ کر سکے۔ ڈاکٹر ثریا حسین جب اس تاریخی شہر میں پہنچتی ہے تو اس روشنیوں کے شہر کی قدیم تاریخی حیثیت ذہن میں دوڑنے لگتی ہے۔

"پیریسیائی نام کلیٹک قبیلہ نے پہلی صدی قبل مسیح دریائے سین کے کنارے
ایک گاؤں آباد کیا جو لوٹیشیا کہلاتا تھا۔ بعد میں اسی جگہ رومن سپاہیوں نے
اپنی چھاؤنی بنائی۔ تیسری صدی عیسوی میں جرمن قبائل کے حملوں سے بچنے
کے لیے لوٹیشیا کے باشندے دریائے سین کے جزیروں پر چلے گئے۔ ان کی
یہ بھی بہت جلد پیریسیوں کا کہلانے لگی اور اس قبیلہ نے جزیرے کے شہر
کو قلعہ بنا دیا۔" (۴)

بارھویں صدی میں پیرس نے خوب ترقی کی، لوگوں میں شعور وزیست کے ساتھ شعار زندگی بھی بلند ہوا، نئے گرجا گھر قائم ہوئے۔ دشمن کے حملوں سے بچنے کے لیے فصیل تعمیر کی گئیں۔ چودھویں صدی میں پیرس میں طاعون کی وبا پھیلی۔ جس نے انسانی زندگی کو مشکلات سے دوچار کر دیا۔ ابھی اس وبا کا بوجھ ہلکا ہی نہیں ہوا تھا کہ انگریز وں کے جنگی حملوں نے اُسے مزید مصائب میں دھکیل دیا۔ پیرس کی تاریخ کا یہ دور انتہائی تاریک تھا۔ سترھویں صدی کے نصف آخر سے یہ دور شاہی خاندان کا مستقر بن گیا۔ عظیم الشان محلات تعمیر ہوئے۔ اٹھارھویں صدی میں خوب صورت جزیرہ الورے کے رسئیو کرٹیک مضافات کی رونق میں اضافہ ہوا۔ انقلاب فرانس نے اسے از سر نو زندگی بخشی۔ انقلاب فرانس کا حال بیان کرتے ہوئے مصنفہ لکھتی ہیں۔

"انقلاب فرانس نے ۱۷۹۲ء میں ری پبلک کے قیام کا اعلان کیا گیا اور اس
کے ساتھ انقلابیوں نے لوئی شانزدہم کا سر قلم کیا۔ نپولین بوناپارٹ کا
زمانہ آگیا۔ انیسویں صدی میں صنعتی ترقی کی رفتار ایک دم تیز ہو گئی۔
سیاسی سرگرمیاں بڑھتی گئیں ۱۸۳۰ء میں پیرس کے عوام نے آخری
بوربوں بادشاہ چارلی دہم کو تخت سے اُتارا۔ اس کی جگہ فلپ نے لے لی۔
۱۸۴۸ء میں اہل فرانس نے اُسے بھی معزول کیا۔ پیرس کی موجودہ
صورت حال نپولین سوئم اور اس انجنیئر یوجین ہوس کی مرہون منت
ہے۔ جس نے پیرس کی عمر نو کی، نئے پارک، سین کے نئے پل اور سڑکیں
بنائیں۔"(۵)

Vol.6 No.3 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

بظاہر فرانس کی صنعتی ترقی وہاں کے انقلاب کی مرہون منت ہے تو دوسری طرف اُن کی ترقی میں تعلیم کا کردار بھی بڑا اہم ہے۔ پیرس کی سرزمین پر ایسے تعلیمی اداروں کی بنیادیں رکھی گئیں جن سے نہ صرف فرانس بل کہ پوری دنیا کے طلبہ آکر اپنی علمی تشنگی کو بجھاتے ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اُس قوم کی ذہنی پختگی کس پائے کی تھی۔ اُنھوں نے تعلیم کے فروغ پر خصوصی توجہ دی۔ یہی وجہ ہے کہ آج اُس قوم کی علم دوستی کا شہرہ پوری دنیا میں عام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیاوالوں کے لیے آج وہ تعلیمی میدان میں بطورِ مثال بنے ہوئے ہیں۔ ثریا حسین چونکہ حصول تعلیم کے سلسلے میں پیرس گئیں تھیں۔ جہاں پہنچ کر انھیں اندازہ ہوا کہ جہاں اُن کی مقبولیت میں کئی اسباب ہیں۔ جہاں پر اُنھیں مختلف تعلیمی اداروں کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا تو وہ دوسری طرف علمی وادبی شخصیات سے فیض یاب بھی ہوئیں۔ پیرس کی مقبولیت کی ایک وجہ اس کے شہرہ آفاق تعلیمی ادارے ہیں۔ اس بارے میں سیاحت نگار لکھتی ہیں۔

"قرون وسطیٰ کے یورپ میں ساری درس گاہیں اہل کلیسیا نے کھولیں، پیرس
یونی ورسٹی بارھویں صدی میں قائم ہوئی۔ اس کے متعدد اسکول کلیسیا سے
منسلک تھے اور ان کا معیار تعلم اونچا تھا۔ یہاں کا سند یافتہ قابل قبول سمجھا تھا
کہ یورپ کے کسی بھی مدرسے میں پڑھا سکے۔ یونی ورسٹی کا چانسلر بڑا پادری
ہوتا۔ برطانیہ سے طلبہ اعلی تعلیم کے لیے پیرس آتے۔ " (۶)

پیرس جو کہ عیسائی مذہب کا گڑھ ہے۔ جہاں کی تہذیبی وثقافتی زندگی میں دوسری رسومات کو خاص اہمیت حاصل ہے تو ساتھ میں کرسمس کا مذہبی تہوار پورے جوش وجذبے کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار ہر کوئی جہاں پر اپنے خاندان سے مناتا ہے۔ اس موقع پر ہر ایک گلی، محلہ کو روشنیوں سے سجادیا جاتا ہے۔ کلیسیاؤں میں پادری اس تہوار کی اہمیت پر درس بھی دیتے ہیں۔ اس تہوار کی تیاری کئی ہفتے پہلے ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ یہ دن اہل مغرب کی زندگیوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کرسمس جیسے مذہبی تہوار کا حال بیان کرتے ہوئے ثریا حسین لکھتی ہیں۔

"کرسمس اہل مغرب کے لیے ایک بے حد خوشی کا تہوار ہے۔ جسے وہ
اپنی فیملی کے ساتھ مناتے ہیں۔ ملاقاتیوں اور دوستوں کو کم ہی مدعو کیا
جاتا ہے۔ سلطان اور میں ۴ بجے شام کنز نگٹن میں اُن کے خوب صورت
مکان پر پہنچے وہ ہم ارے منتظر تھے۔ ڈرائنگ روم میں کرسمس ٹری منور
تھی۔ تمام گھر سجا ہوتھا۔ یہ دیکھ کر بڑا لطف آیا۔ (۷)

سفر نامہ پیرس دپارس دو تہذیبوں کا تقابلی جائزہ ہے۔ اس میں قدیم وجدید دو متضاد لہروں اور موسموں کا حسین امتزاج بھی ہے۔ مصنفہ نے پیرس وپارس کے ذریعے سے مختلف اور متضاد تہذیب وتمدن سے قارئین کو آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ان دو مختلف تہذیب وتمدن اور مزاج کا جائزہ بھی ملتا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید "پیرس وپارس" کے بارے لکھتے ہیں۔

"ثریا حسین کا سفر نامہ موازنہ قدیم وجدید کی ایک عمدہ مثال ہے۔ وہ قدیم
چوں کہ صرف ۲۵ سال پرانا ہے۔ اس لیے احساس ہوتا ہے کہ دنیا کتنی
تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے۔ یہ سفر نامہ ایک متحرک پینٹنگ ہے۔ جس

Vol.6 No.3 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کے مناظر اور کردار حقیقی ہیں۔"(۸)

ثریا حسین ایک طویل مدت تک پیرس میں اپنے قیام پذیر رہیں۔ اُن لوگوں کے درمیان اُٹھنے بیٹھنے سے جہاں پر اُن کی عمدہ عادات واطوار سے متاثر ہوئیں تو دوسری طرف اس معاشرے کی بے راہ رویوں سے بے خبر رہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب ہے۔ ان دونوں میں نہ صرف سمتوں کا تضاد ہے، بلکہ شعبہ ہائے زندگی کے مختلف پہلو بھی ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ ان کا رہن سہن، اندازِ سوچ، مشاغل، عادات واطوار اور مزاج ہر طرح سے مختلف ہیں۔ سفر نامہ پیرس و پارس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ گویا یہ سفری روداد کے ساتھ ساتھ دو متضاد تہذیبوں کا امتزاج بھی ہے اس سے متعلق حقائق کو بڑی عمدگی سے سامنے لائے گئے، وہ اس صورت میں جب مشرق کا فریق ذہنی اور جذباتی طور پر یورپ کے تمدن اور وہاں کے اخلاقی اقدار اپنانے کے لیے تیار نہ ہو۔ ثریا حسین چوں کہ مشرقی معاشرے میں پلی بڑھی تھیں۔ جہاں عورتوں کی عزت و آبرو کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ مگر جب یورپ کی غیر اخلاقی اقدار، بے راہ روی، عریانی اور جنسی کج روی کو جب دیکھتی ہیں تو خوف کے مارے کانپ اُٹھتی ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

> "ہندوستانی لڑکی فرنچ میں داخلہ کے لئے سوربون یونی ورسٹی آئی۔ لڑکی کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایک قدامت پرست گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ ایک گھٹے ہوئے ماحول کے بعد اُسے آزادی ملی تھی، لیکن وہ اس آزادی کا صحیح استعمال نہ کر پائی۔ اس نے ایک کتب فروش کے ہاں جزوقتی ملازمت کر لی اور دوکان میں ایک نچلے طبقے کے سیلز مین سے عشق کرنے لگی۔ اس کو شاید معلوم نہیں تھا کہ یورپ میں معمولی ملاقات کے بعد شب باشی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ کچھ عرصہ بعد اس لڑکی کو اندازہ ہوا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ انتہائی پریشان اور خوف زدہ تھی۔ جب اس لڑکے کو بلا کر کہا کہ یہ معاملہ ہے وہ اس بیچاری اکمل سے شادی کر لے تو، اُس نے جواب دیا کہ میں نے اکمل سے شادی بیاہ کا تذکرہ بھی نہیں کیا۔ جب کہ ہم لوگوں کی دوستی ضرور ہوئی"۔ (۹)

دنیا میں پیرس کی وجہ شہرت جہاں تاریخی، جغرافیائی اور علمی وادبی اداروں کی وجہ سے ہے تو دوسری طرف فن مصوری بھی بامِ عروج پر نظر آتی ہے۔ آرٹ گیلری اُن لوگوں کی رگ وپے میں رچی بسی ہوئی ہے۔ دراصل قدیم وقتوں سے پیرس مصوری کا مرکز رہا ہے۔ اسی لیے مصنفہ نے جہاں دوران سیاحت شعبہ ہائے زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر نظر رکھی تو ساتھ میں اس قوم کا ذوقِ جمال، خوش مزاجی اور شائستگی کے ساتھ مصوری کے نمونے بھی قاری کے ذہن میں مرتسم کیے ہیں۔ موصوفہ نے جہاں مصوری کے اعلیٰ اور منفرد نمونوں کا ذکر کیا ہے تو ساتھ میں مصوروں کی تفصیلات بھی تحریر کی ہیں۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

> "باغ کی خوب صورت روشوں سے پھولوں کی کیاریاں دکھائیں جگہ جگہ مجسمے نصب تھے اُنھوں نے بتایا کہ وہ خود تو زمیندار ہیں مگر ان کی بیوی آرٹسٹ ہیں۔۔۔ اُن کا عظیم الشان ولا آرٹ کے نادر نمونوں سے سجا ہوا تھا۔ اسپین، اٹلی اور فرانس کی سترہویں اٹھارھویں اور انیسویں صدی

Vol.6 No.3 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کی تصاویر، مجسموں اور فرنیچر سے آراستہ ہے۔ مکان کیا تھا ایک پرائیویٹ

میوزیم اور آرٹ گیلری معلوم ہوتا تھا۔ مادام تساؤ نے ہمیں آخر میں اپنا

سٹوڈیو دکھایا۔"(۱۰)

مغربی اقوام کو فن تھیٹر میں بھی امتیازی حیثیت کا حاصل ہے۔ خصوصاً پیرس کو قومی تھیٹر کا صدر مقام ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ فرانس میں ہر سال موسم گرما میں قومی تھیٹر کے لیے شہر آوی نیو، میں ایک کانفرنس منعقد کی جاتی ہے۔ جس میں شرکت کرنے والے فن کاروں کو باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ جس میں شرکت کے لیے پوری دنیا سے فنکاروں اور طالب علموں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ امسال ۱۹۵۳ء میں مصنفہ کو بھی اس تھیٹر میں شرکت کا موقع ملا۔ جس کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"شب آوی نیو کے قدیم "اوپن ائیر اسٹیج پر "بہادرماں "کھیلا گیا۔ جو مشہور

جرمن ڈرامانگار بریخت کی تمثیل کا فرنچ ترجمہ تھا۔ بہادرماں کا کردار بڑی

فن کاری سے پیش کیا گیا تھا اور وہ مختلف دشوار گزار مراحل منفرد انداز میں

مقابلہ کرتی ہے۔ یہ ڈراما انتہا موثر تھا۔"(۱۱)

فرانس مذہبی لحاظ سے رومن کیتھولک ملک ہے۔ اس کے چرچ مذہبی مجسموں سے آراستہ ہیں۔ جن میں رنگ برنگے شیشوں سے مزین مذہبی تصاویر کا حسن دوبالا کرتی ہیں۔ چھت اور دیواریں بھی بائبل کے مناظر سے سجائی گئی ہے۔ مشہور عالم کلیسا نوتر دام یعنی حضرت مریمؑ کے نام سے منسوب ہے۔ اس کی تعمیر ۱۱۶۳ء میں شروع ہوئی۔ یہ چرچ گوتھک فنِ تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔

فرانس کی مذہبی زندگی میں فن موسیقی کو بھی بڑا عمل دخل ہے۔ اسی بنا پر اسے موسیقاروں کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی زندہ مثال یہ ہے کہ جہاں ہر سال باقاعدہ اوپن میوزک فیسٹیول منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار اُن کی تہذیب کا حصہ ہے۔ جہاں پوری دنیا سے موسیقار اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے لیے آتے ہیں، جہاں موسیقی کے فروغ کے لیے ۱۸۸۰ء سے بین الاقوامی موزارٹ ادارہ قائم ہے۔ ڈاکٹر ثریا حسین اس کا حال یوں بیان کرتی ہیں:۔

"انیسویں صدی سے یہاں ایک سالانہ اوپن ائیر میوزک فیسٹول منایا جاتا ہے۔

جس میں اوپیرا، کونسرٹ اور چرچ میوزک کے پروگرام شامل ہوتے ہیں۔ اس

موقع پر دور دور سے شائقین آکر شریک ہوتے ہیں اور چلتے وقت اس رومینٹک

شہر کے بنے ہوئے آلاتِ موسیقی خرید کر ساتھ لے جاتے ہیں۔ کیوں کہ یہاں

کی یہ انڈسٹری بڑی ترقی یافتہ سمجھی جاتی ہے۔(۱۲)

آرٹ گیلری کے ساتھ یورپی لوگوں کی زندگیوں میں باغ بانی کا ذوق بھی عام ہے۔ جہاں ہر کوئی اپنے روزمرہ کام کاج کے بعد فراغت کے لمحات باغ بانی کے لیے وقف کرتا ہے۔ اس سے اُن کے حسن و جمال کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر پھولوں کے شیدائی ہیں ۔ پھولوں جیسی نزاکت اور خوشبو ان کی زندگیوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ جس گھر میں بھی دیکھو ہر ایک نے ایک چھوٹا سا چمن بنا رکھا ہے۔ جس میں شاید ہی کوئی پھول ہو جو وہاں موجود نہ ہو۔ ہر سال پھولوں کی نمائش لگتی ہے جس میں پوری دنیا کے مختلف انواع کے پھول نمائش میں لائے جاتے ہیں۔ مصنفہ اہلِ فرانس کی باغ بانی کا تذکرہ اس طرح کرتی ہیں۔

"پھولوں کی نمائش دیکھنے کے لیے دوسری صبح "تولو" روانہ ہوئے۔۔۔

Vol.6 No.3 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

پھولوں کے شائقین کا جم غفیر تھا۔ ذرا دیر میں پھولوں کی جھانکیاں آنا شروع
ہوئیں۔۔۔ پھولوں سے لدی طرح طرح کے ڈیزائن والی گاڑیاں آتی رہیں۔
ملک بھر سے لوگ اس نمائش میں شرکت کے لیے اپنے یہاں کے پھول اور
پھل لائے تھے۔۔۔ اس طوفان رنگ و بو نے گاؤں کی فضا میں سرشاری اور
خوش دلی کی لہریں پیدا کر دی تھیں۔ " (۱۳)

فرانس کے بعد مصنفہ نے ناروے، سویڈن کی سیر و سیاحت کے ساتھ ساتھ وہاں کی تہذیبی و تمدنی اقدار کا ذکر بھی بڑے موثر طریقے سے کیا ہے۔ سویڈن جسے یورپ میں مال و دولت کی دیوی کہا جاتا ہے۔ مال و دولت کی فراوانی نے اُن لوگوں کے اخلاقی معیار کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ سماجی زندگی میں کئی برائیوں نے جنم لیا جن میں ایک یہ بھی ہے کہ وہاں شادی بیاہ کی رسم تقریباً برائے نام ہے۔ مصنفہ اس بارے لکھتی ہیں۔

"سویڈن یورپ کا سب سے دولت مند اور ترقی یافتہ ملک ہے۔ بے انتہا دولت
کی وجہ سے ان کا معیار اخلاقیات مختلف ہو گیا۔ شادیوں کا رواج کم ہے۔
بن بیاہی ماؤں کو سماج کی انگشت نمائی کا کوئی خدشہ نہیں حکومت ان کے بچوں
کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اپنی خوش حالی اور بے فکری کے باوجود وہاں کی نفسیاتی
صورت حال ناگفتہ بہ ہے۔ خودکشی کرنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔"(۱۴)

مختصر یہ کہ سفر نامہ پیرس و پارس کی انفرادیت کی کئی وجوہ ہیں۔ اس میں جہاں قدیم و جدید تہذیبوں کو عمدگی سے بیان کیا گیا ہے تو دوسری طرف فرانس، پیرس، سویڈن اور ناروے کی تاریخی مذہبی، علمی و ادبی، تہذیبی و تمدنی حقائق سے آشنائی ملتی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کے قدرتی مناظر اور رنگ و بو میں ڈوبی ہوئی فضائیوں سے بھی آگاہی دی گئی ہے۔ مزید برآں یہ کہ مصنفہ کی باریک بین نگاہیں صرف خارجی حقائق تک محدود نہ رہیں ، بل کہ دوران سیاحت اپنی ذہنی بیداری سے اُن پہلوؤں کو بھی سامنے لایا ہے، جو عام طور پر سیاحوں کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ دریا، فن آرٹ، موسیقی، فن تعمیرات، باغ بانی تک کا حال بھی اپنے قارئین تک پہنچایا ہے۔ ادب کی طالبہ ہونے کی وجہ سے سفر نامے میں بہت سے ادیبوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ جن میں موپساں، برگساں، موزارٹ اور فرائڈ شامل ہیں۔ یہ کتاب محض جغرافیائی، تاریخی، تہذیبی و ثقافتی معلومات کا مجموعہ ہی نہیں ہے، بلکہ اس کی دلکشی میں پر لطف ادبی اسلوب ہے۔ قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ خود ان مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر انور سدید، "اُردو ادب میں سفر نامہ"، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، ص، ۳۲۹

۲۔ مزمل بھٹی، سہ ماہی الزبیر، سفر نامہ نمبر، اُردو اکادمی، بہاولپور، ۱۹۹۸، ص، ۵۱۷

۳۔ ڈاکٹر ثریا حسین، پیرس و پارس، کمبائنڈ پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۸، ص، ۱۴

۴۔ ایضاً، ص، ۱۴

۵۔ ایضاً، ص، ۱۵

۶۔ ایضاً، ص، ۲۸

۷۔ ایضاً، ص، ۳۰

Vol.6 No.3 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۸۔ڈاکٹر انور سدید، "اُردو ادب میں سفر نامہ"، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، ص، ۳۳۰

۹۔ڈاکٹر ثریا حسین، پیرس و پارس، کمبائنڈ پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۸، ص، ۳۴

۱۰۔ ایضاً، ص، ۴۴

۱۱۔ایضاً، ص، ۵۳

۱۲۔ ایضاً، ص، ۶۰

۱۳۔ایضاً، ص، ۶۴

۱۴۔ایضاً، ص، ۷